بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاعتقاد فی النبوت

مُصنّفہ

احقر الکونین ناصر حسین فیض آبادی

نارووال

انجمن عبّاسیہ نارووال

۱۳ دسمبر ۱۹۵۷ء

عرض حال

برادران ملت! السّلام علیکم۔ اسلام دُنیا کے لئے پیام امن لیکر آیا۔ جبکہ دنیا پر ادبار کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ دنیا جور و ظلم کی وادی میں کروٹیں لے رہی تھی۔ جب انسانیت صرف برائے نام تھی۔ جب ہر بڑی مچھلی چھوٹی کو نگل رہی تھی۔ جب والدین اپنی معصوم بچیوں کو زندہ دفن کردیتے تھے۔ جب انسان انسان کا غلام تھا۔ غریب زندہ درگور تھے۔ یتیم بے کس و بے نوا تھے انسانیت سسکیاں لے رہی تھی۔ اور کائنات کفر و ظلمت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ایسے نازک وقت میں اسلام رحمتِ عظیم بن کر آیا۔ اسلام نے اپنے دامنِ رحمت کو تمام کائنات کے لئے دراز کیا۔ اسلام یہ اسلام ہی کا معجزہ تھا کہ عربوں جیسی پست ترین قوم خلقِ عظیم کی دعویدار بنی۔ وہ سر جو پتھروں کے سامنے جھکتے تھے۔ خدائے واحد کے حضور میں خم ہوئے۔ اسلام نے غلامی کو ختم کیا۔ اور امن و انسانیت کے ڈنکے چار دانگ عالم میں بجادیئے۔ ہادیٔ اسلام نے اللہ کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچادیا۔ آپ نے اس نعمت بے بہا کو تمام دنیا کے لئے عام کردیا۔ اشاعتِ اسلام کا فرض ہر مسلمان پر عائد کیا۔ اشاعتِ اسلام کو ایک بڑی نیکی قرار دیا۔ تبلیغ مذہب کو خیر عظیم فرمایا۔ تبلیغ حق جنت کی کلید ہے۔ تبلیغ حق سنتِ رسولؐ ہے۔ اشاعتِ حق آئمہ علیہم السلام کا شیوہ رہا۔ آج جبکہ دنیا مادیت کی پرستار ہورہی ہے اور روحانیت

کو پس پشت ڈال رہی ہے۔ آج جبکہ دنیا پھر اسی روش پر رواں ہے جس پر قبل اسلام بھی کیا مسلمان کا فرض نہیں ہے کہ اشاعت مذہب میں حصہ لے اور ان قوانین اور اصولوں کو پھیلائے جنہوں نے انسانیت کے مردہ جسم میں حیات جاوید پھیلائی۔ اس سلسلہ میں قوم کی خادم انجمن عباسیہ نے قدم اٹھایا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے التوحید۔ العدل اور اب یہ تیسرا پمفلٹ الاعتقاد فی النبوّت چھپ کر آپ کے پیش نظر ہے خواجہ قوم نارووال کے مخیر حضرات کو جنہوں نے اس کار خیر میں حصہ لیکر انجمن عباسیہ کی حوصلہ افزائی کی۔ شکریہ کے مستحق ہیں۔ اور ایک ضروری عرض یہ ہے کہ اس پمفلٹ کے شائع کرنے کا یہ مقصد نہیں کہ کسی فرقہ کسی مذہب یا کسی طبقہ پر اعتراض یا حملہ یا نکتہ چینی یا دل آزاری مطلوب ہے۔ حاشا و کلا بلکہ اپنے فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ کے عقائد لمعات پیش کئے ہیں۔ تاکہ صاحبان بصیرت پرکھیں۔ اور حق سمجھنے میں سعی کریں بمصداق وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔ اور ساتھ ہی ہم قبلہ حضرت مولانا ناصر حسین صاحب فیض آبادی کے شکر گذار ہیں کہ جنہوں نے اپنے پرتو علم سے اس پمفلٹ کو نوازا ہے۔ فقط والسلام۔

سکرٹری شعبہ نشر و اشاعت انجمن عبّاسیہ شیعان نارووال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ذُرِّیَّۃًۢ بَعۡضُہَا مِنۡۢ بَعۡضٍ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ

اللہ نے آدم و نوح و آل ابراہیم و آل عمران عالمین سے منتخب فرمایا۔ اور بعض ان کی ذریت سے بھی چنے گئے اور مصطفیٰ بنائے گئے ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ یہ فضل و بزرگی کسب و ریاضت سے نہیں حاصل ہوتی ہے جس طرح کہ آدم کو بلا کسی ریاضت و کوشش کے خلیفہ فی الارض قرار دیا۔ اور القائے روح کرنے میں تمام ملائکہ کو آدم کے سامنے جھکا دیا۔ حالانکہ ملائکہ خلقت آدم سے پہلے ہزاروں سال سے عبادت گذار تھے۔ اور ابلیس بھی عبادت گذاروں میں تھا۔ لیکن آدم کو پیدا کرنے میں بلا کسی عبادت کے تمام ملائکہ سے افضل قرار دیا۔ یہ فضل و بزرگی وہی تھی جو کسی عبادت و ریاضت سے حاصل نہیں ہوتی ہے بلکہ خدا اپنی مرضی سے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق اللہ اپنے حکم سے روح نبوتی القا فرماتا ہے۔ اپنے بندوں سے جس کو چاہتا ہے تاکہ وہ بندہ یوم حساب و یوم قیامت سے لوگوں کو ڈرائے۔ اللہ یخلق ما یشاء و یختار ما کان لھم الخیرۃ سبحان اللہ و تعالٰی عما

بشرٍ کو نٓ ہ تمہارا رب جس کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور منتخب فرماتا ہے
لوگوں کے لئے منتخب کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ اس انتخاب کے معاملہ میں کسی کو
شریک قرار دینے سے پاک ہے۔ اس لئے اللہ نے انتخاب کو اپنے ہی
ذات کے لئے معین رکھا ہے۔ چونکہ یہ سنت الٰہی ہے اس لئے ہمیشہ باقی رہیگی
لاتبدیل سنۃ اللہ سنت الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ ولن تجد
لسنۃ اللہ تحویلا سُنّتِ الٰہی میں تم کبھی تغیر و تبدل نہیں پاؤگے۔ اس
سے معلوم ہوا کہ قیامت تک اگر کوئی اپنی نبوت و خلافت کے لئے یہ دعویٰ
کرے چونکہ لوگوں نے مجھ کو چُن لیا یا میں عبادت یا اطاعت الٰہی سے نبی
بنایا گیا تو یہ دعویٰ یقیناً غلط ہوگا۔ اور دعویدار یقیناً کاذب ہوگا۔ اس لئے
کہ یہ دعویٰ سنت الٰہی کے خلاف ہے۔ نبوت عطائے ربانی ہے۔ جو کہ خدا
خود کسی بندے کو بلا کسی ریاضت و عبادت کے عطا فرماتا ہے۔ جس طرح
کہ انسان بوقت ولادت انسانیت کا حامل ہوتا ہے اور اس کی انسانیت
پوشیدہ ہوتی ہے اور اپنے بلوغت و بوقت رشد ظاہر ہوتی ہے اسی
طرح نبی بوقت ولادت نبی ہوتا ہے۔ اور بحکم خدا موقع کے مطابق اپنی
نبوت کا اظہار کرتا ہے جس طرح انسان کو بوقتِ ولادت انسانیت کا
حامل بنا کر خداوند عالم پیدا کرتا ہے حالانکہ پیدا ہونے والے نے اپنی پیدائش
کے پہلے اس انسانیت کی تمنا نہیں کی تھی اور نہ کوئی ریاضت اور عبادت
کی تھی لیکن خالق کائنات نے اپنی مرضی سے وہبی طور پر اس کو انسانیت
بخشی ہے۔ اسی طرح اللہ فرماتا ہے کہ میں نے اپنی مرضی سے آدم و نوح

وابراہیم و آل ابراہیم کو اپنے تمام بندوں میں منتخب فرمایا ہے اور ان کو لوگوں کا ہادی و رہبر بنا لیا ہے۔ یہ ہادی دین وہبی طور پر نبی ہے۔ اس طرح کل انبیا وہبی طور پر نبی ہوئے۔ کسی نبی نے آج تک یہ دعویٰ نہیں فرمایا کہ چونکہ میں نے بڑی ریاضت کی اس لیئے نبی بنایا گیا لہٰذا معلوم ہوا کہ نبی کے لئے وہ حدیث ہے جو کہ مشہور ہے النبیُّ نبیًا ولو کان صبیًا۔

نبی نبی ہے اگرچہ بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور قرآن بھی یہی کہتا ہے جیسا کہ حضرت یحییٰ کے متعلق کہتا ہے وَاٰتینٰاہُ الحکم صبیًا یعنی اس کو ہم نے حکم و فیصلہ کا علم بچپن میں دیا ہے۔ اور سلیمانؑ کے لئے فرمایا وَاٰتینٰاہُ حکمًا وعلمًا ہم نے اس کو حکمت و علم عطا کیا ہے اور حضرت ابراہیم کو قبل از شباب کے اعلان نبوت کا حکم دے دیا۔ غرض انبیا کو ہر سن و سال میں اظہار نبوت کا حکم دے کر یہ ثابت کر دیا کہ انبیا بچپن میں ہی نبی تھے۔ ان کی خلقت اگرچہ تمام بشر کے برابر تھی لیکن ان میں ایک روح ایسی تھی جو کہ عام انسانوں سے بہت بلند تھی۔ اور وہ روح وہی روح ہے جو کہ آدم میں اللہ نے القا فرما کر تمام ملائکہ کو آدم کے سامنے جھکا دیا۔ اسی روح کے متعلق اللہ فرماتا ہے ویلقی الروح من امرہٖ علیٰ من یشاء من عبادہٖ لِینذر یوم التلاق۔

بندوں کے ڈرانے کے لئے اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس پر اس روح کو القا فرماتا ہے کہ روز قیامت سے ڈرائے تنزل الملائکۃ والرُّوح وہ روح کوئی اور ہے جو کہ نبیوں تک مخصوص ہے جس کی وجہ سے انبیا غلطیوں سے پاک ہوتے ہیں۔ جس طرح انسان نفسِ ناطقہ مل جانے سے

حیوانوں سے اس قدر بلند ہو جاتا ہے کہ تمام کرۂ ارض کے حیوان انسانوں کے زیر ہیں۔ اسی طرح انبیاء کو ایک قوت یا روح مل جانے سے عام انسانوں سے بہت بلندی حاصل ہو جاتی ہے جس طرح نفسِ ناطقہ انسان کے لئے وہبی ہے اسی طرح نبوتی روح نبیوں کے لئے وہبی ہے۔ یہ عطائے ربانی ہے۔ یہ کوشش سے نہیں حاصل ہوتی ہے۔ لوگ دھوکا کھا کر یہ کہتے ہیں کہ انبیاء ہماری طرح بشر ہیں ان میں کوئی فرق نہیں ہے یہ کلام بالکل اسی طرح ہے جس طرح کہ بندر یہ کہتے ہیں کہ انسان بالکل ہماری طرح ہے ہم میں اور انسانوں میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن اللہ یہ فرماتا ہے وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا جو کچھ رسول تم کو دے اس کو لے لو۔ اور جس سے منع کرے اس سے باز آؤ۔ یا یہ کہ تمام نبیوں کو تمام انسانوں پر حکمراں بنا دیا ہے۔ اگر ان میں اور ہم میں فرق نہیں تھا تو ان کو ہم پر امتیاز کس بات کا تھا۔ اور رسول اللہؐ نے یہ کیوں فرمایا کہ:۔ الست اولی بکم من انفسکم کیا میں تمہارے نفسوں سے زیادہ بہتر نہیں ہوں۔ یا یہ کہ خدا فرماتا ہے النبی اولی بالمؤمنین انفسھم نبی تمام مومنین کے نفسوں سے بہتر اور برتر ہیں۔ اگر انبیا ہماری طرح تھے یا ہمارے ڈاکیہ تھے۔ تو یہ اولیت اور برتری کس قسم کی تھی حقیقت یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام عام انسانوں سے وہبی طور پر افضل ہیں۔ اور ان میں ایک قوت زیادہ ہے۔ اس کا نام روح نبوی یا برہان نبوی ہے۔ جس طرح کہ حضرت یوسف کے واقعہ سے اس روح نبوی یا برہان نبوی کا اظہار ہوتا ہے کہ زلیخا نے بدی کا ارادہ کیا اور حضرت نے زلیخا سے بچ جانے کا ارادہ فرمایا۔ بھاگے تو زلیخا نے پیچھے سے دامن پکڑ لیا اور پھٹ گیا۔

اس موقع کا اظہار خدا خود فرماتا ہے ولقد ھمت بہٖ وھم بھا لولا ان برھان
ربہٖ یعنی زلیخا نے بدی کا ارادہ کیا اور یوسفؑ نے اس زلیخا سے بچنے کا ارادہ
کیا۔ ہاں اگر یوسفؑ نے برہان رب نہ دیکھے ہوتے یعنی برہان رب کے حامل نہ ہوتے
تو خطا کر بیٹھتے۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ انبیا اس لئے معصوم ہوتے ہیں کہ وہ برہان
ربی کے حامل ہوتے ہیں۔ اس برہان ربی کی وجہ سے انبیا ہر وقت و ہر حالت
میں خدا سے غافل نہیں ہوتے ہیں۔ اس لئے ان سے کبھی عمداً و سہواً غلطی نہیں
ہوتی ہے۔ اور یہ وہ بلندی ہے جس کو خدا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ واللہ
حیث یجعل رسالتہٗ اور اللہ جہاں چاہتا ہے اپنی رسالت قرار دیتا ہے
نبوت دہبی ہے اسلئے جعل الٰہی ہے۔ اس لئے حضرت ابراہیم نے دعا کرکے
امامت و نبوت کے لئے دعا فرمائی کہ واجعل لی ولیا یرثنی ویرث
من آل یعقوب یا اللہ میرے لئے ولی قرار دے۔ جو میرے اور آل یعقوب کے
وارث ہوں۔ واجعل لی لسان صدق فی الآخرین:۔ اور میرے لئے لسان
صدق قرار دے آخرین میں اور آدم کے لئے اللہ نے فرمایا تھا کہ انی جاعل
فی الارض خلیفہ میں زمین میں اپنی خلافت قرار دینے والا ہوں۔ ان آیتوں سے
ظاہر ہوتا ہے کہ نبوت و امامت جعل الٰہی و عطاء الٰہی ہے۔ اسی لئے اللہ اس
نبوت و امامت کو اپنی مرضی سے جہاں چاہتا ہے قرار دیتا ہے۔ بندہ کو کوئی
دخل نہیں ہے۔ اس لئے حضرت موسیٰ کو جب ایک خلیفہ اور وزیر کی ضرورت
پڑی تو اللہ سے دعا کرکے حضرت ہارون کو طلب فرمایا۔ اگرچہ حضرت ہارون
نبی اور رسول تھے لیکن حضرت موسیٰ خود نہ مقرر کر سکے۔ بلکہ اللہ سے دعا کی تو اللہ

نے مقرر فرمایا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ انبیا اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرتے بلکہ حکم خدا سے کیا کرتے ہیں اور کل انبیا غلطی سے پاک ہیں۔ کیونکہ خدا کے منتخب کردہ ہیں۔ جن کو خدا منتخب کرے وہ یقیناً پاک ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگوں کو خود پاک کرنے کے لئے آئے تھے۔ اگر خود نہ غلطیوں سے پاک ہوتے تو بھلا دوسروں کو کیا پاک کرتے۔ اسی لئے اللہ نے اعلان فرما دیا تھا کہ لاینال عھدالظالمین ٥ کہ میرا عہد امامت و نبوت ظالمین کو ہرگز نہ پہونچے گا۔ جب کہ عہد امامت و نبوت آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ و محمد مصطفیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پہونچے۔ تو اس کلیہ سے یقین ہوتا ہے کہ یہ تمام انبیاء ہر قسم کے ظلم سے پاک ہوتے ہیں۔ اور معصوم تھے۔ ورنہ لاینال عھدالظالمین کی آیت معاذاللہ غلط ثابت ہوگی۔ اللہ نے صاف صاف فرما دیا کہ تمام انبیاء یہاں تک کہ ذکریاؑ یحییٰؑ و عیسیٰؑ و الیاسؑ کلٌ من الصالحین ٥ یہ تمام کے تمام مکمل صالح نبی تھے۔ اس میں کوئی شک جائز نہیں ہے۔ جن لوگوں کو نبیوں کی عصمت و پاکیزگی میں شک ہے۔ ان لوگوں کو گویا قرآن و الوہیت میں شک ہوگا۔ اسی لئے انجمن عباسیہ نے خواہش کی۔ کہ ایک ایسا پمفلٹ ہو جس میں مختصر طور پر نبیوں کے متعلق اپنا اعتقاد ظاہر کیا جائے۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ قرآنی انبیاء کیسے تھے۔ اور عام حدیثی انبیاء کیسے ہیں۔ حدیثی انبیا کا اگر ذکر لکھا جائے تو بہت طول ہوگا۔ اور ایک بڑی کتاب بن جائے گی۔ اس لئے جو ہمارا اعتقاد ہے۔ اس کا ذکر کر کے ہم ختم کرتے ہیں۔ شروع میں لکھ چکا ہوں کہ انبیاء وہبی طور پر جعل الٰہی سے نبی تھے۔ جو کہ ریاضت و عبادت

سے نہیں حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ نبوت جن لوگوں کو ملی وہ وقت ولادت سے لے کر تمام عمر ہر قسم کے بھولنیاں و غلطیوں سے پاک تھے۔ کیونکہ دوسروں کو پاک کرنے کے لئے آئے تھے۔ اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انبیاء بھی غلطیاں کرتے تھے۔ آدم نے اور نوح نے و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و حضرت محمد مصطفیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے غلطیاں ہوئیں۔ تو کہنے والے اس لئے کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے تخیل نبوت کے متعلق ہم سے مختلف ہیں۔ وہ لوگ نبیوں کو اپنے جیسا معذور اور خاطی بندہ سمجھتے ہیں۔ اور قرآن میں جہاں جہاں ان نبیوں کا ذکر ہوا ہے وہاں پر عام محاورے کے مطابق کچھ ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن سے ان کو درست معانی سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ آیتوں کے معانی کرنے میں منسوب الیہ و مضاف الیہ کا خیال نہیں رکھتے ہیں۔

ان لفظوں کے معانی جو کہ عام آدمیوں کے لئے مراد لیتے ہیں وہی معانی نبیوں کے لئے مراد لیتے ہیں۔ کوئی درست تاویل نہیں کرتے ہیں۔ اسلئے غلطی ہوتی ہے جس سے اعتقاد فاسد ہوتا ہے۔ مثلاً لفظ عصیٰ ہے جو کہ فرعون کے لئے استعمال ہوا۔ اور آدم کے لئے استعمال ہوا۔ یا لفظ ظلم ہے جو کہ عام ظالمین کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اللہ نے اس پر لعنت کی ہے۔ اب اگر یہی معنی جو عام لوگوں کے لئے ہے نبیوں کے لئے مراد لئے جائیں تو معاذ اللہ انبیاء بھی لعنت کے مستحق ہوں گے اصل میں چاہئیے تو یہ تھا کہ الفاظ کے معانی منسوب الیہ کا خیال رکھ کر کیا جاتا تو کبھی غلطی نہ ہوتی۔ مثلاً تخطی کے معنی عام مخالفت کے ہیں چاہے وہ مخالفت اپنے نجی کام میں ہو۔ امر مندوب

میں ہو یا امرِ وجوب میں۔ اب فرعون کے لئے جب معانی مراد لیں گے تو سرکشی کے ہوں گے کیونکہ کھلا دشمن تھا۔ لیکن جب ایک خلیفۃ اللہ کے لئے معانی مراد لیں گے تو ظاہر ہے کہ خلیفہ کبھی اللہ سے سرکشی نہ کریگا جیسا کہ قرآن میں یہ مراد صرف امرِ مندوب میں مخالفت کے ہونگے۔ جو کہ حدیثی اصطلاح میں ترکِ اولیٰ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یا یہ سمجھ لیں کہ اس امر میں مخالفت ہوئی۔ جو کہ ان کا اپنا ذاتی کام تھا جس میں نفع و نقصان ان کے نفس تک عارضی تھا۔ امرِ الٰہی جو کہ حکمِ الٰہی سے قانونِ شریعت میں اس کی مخالفت نہ کسی نبی سے امرِ مستحب میں ہوتی ہے۔ اور نہ امرِ وجوب میں ہوئی وہ تو امورِ الٰہی کو رائج کرنے آئے تھے۔ اور عمل کر کے پورا کرنے آئے تھے۔ اگر وہ خود ان امور میں عمل کرنے سے کمزور ہوتے تو بھلا دوسروں کو کس طرح عمل کرنے کے لئے کہتے لِمَ تقولون مالا تفعلون کے مصداق ہوتے معاذ اللہ لوگوں نے تو یہاں تک حدیثوں میں کہہ دیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے تین جھوٹ بولے۔ ما کذب ابراھیم الّا ثلثۃ کذبات او مرات جیسا کہ بخاری میں ہے۔ اور اس حدیث سے اور لوگوں نے بھی لکھ مارا ہے۔ بخاری کو درست ماننے والے اعتقاد بھی رکھتے ہیں حالانکہ حضرت ابراہیم جیسے عظیم الشان نبی جن کا کارنامہ قرآن میں بیان ہوا ہے۔ اور رسول اللہ کو انہیں کے اتباع کا حکم ہوتا ہے۔ فاتبع ملۃ ابراھیم حنیفا اے رسول ابراہیم کی سنت کا اتباع کرو۔ وہ ابراہیم جس کو خدا کہے انہ کان صدیقا نبیا۔ ابراہیم صدیق نہایت صادق نبی تھے جن کی صداقت قرآن بیان کرے اس کو حدیث جھوٹا نبی قرار دے۔

بہیں عقل و دانش بباید گریست۔ اس کا جواب اتنا ہی کافی ہے۔ اسی طرح
حدیثوں نے تو تمام نبیوں کو خاطی قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ محمد مصطفےٰ بھی اس
حد سے محفوظ نہ رہ سکے ہیں ایک کتاب لکھ رہا ہوں جس میں تمام نبیوں کا ذکر قرآن
سے لکھ کر ان کی عصمت قرآن ہی سے ثابت کی ہے اور اس کا نام ضابطہ حیات
انسانی از الہامات ربانی ہے جو کہ جلد چھپ جائیگی۔ اس میں مکمل جواب ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ
عصمت انبیا پر ہمارا شیعوں کا ابتداء سے ایمان ہے جیسا کہ آئمہ اثنا عشر کا ایمان ہے اسکی
گواہی خود اصول کافی کتاب الحجۃ اور باقی کتابیں دیں گی۔ مثلاً تنزیہ الانبیا و تحفۃ
الاتقیاء وغیرہ عام مسلمانوں کا اعتقاد علاوہ شیعوں کے ابتداء سے یہی رہا ہے
کہ انبیا کبھی کبھی غلطیاں کرتے تھے۔ بلکہ یہاں تک کہ شرک بھی کر لیتے تھے جیسا کہ
بخاری وغیرہ میں شہادت موجود ہے۔ اور لوگوں نے انہیں غلطیوں کو ثابت کرنے
کیلئے کتابیں بھی لکھ ڈالی ہیں۔ جیسا کہ تخطیۃ الانبیا وغیرہ شاہد ہیں۔ حقیقت
عام مسلمان یہودیوں اور عیسائیوں سے متاثر ہو کر ایسی حدیثیں جمع کر لی ہیں
جو کہ ان یہودیوں اور عیسائیوں میں رائج تھیں۔ کیونکہ یہودیوں اور عیسائیوں
کا ایسا ہی اعتقاد ہے۔ اگر مسلمان ایسی حدیثوں سے پرہیز کرتے تو جھوٹے
نبی اپنی نبوت کا دعویٰ کبھی نہ کرتے۔ اور نہ مسلمانوں میں کوئی اختلاف
ہوتا جب کہ لوگ نبیوں کو خاطی اور غلط کار مانتے ہیں تو بھلا غیر نبی کو کیوں
نہ خطا کار بنائیں گے۔ اور اگر نبی غلطیاں کر کے اور جھوٹ بول کر صالح نبی رہیگا
اور خدا تین جھوٹ بولنے والے کو صالح نبی قرار دے گا تو غیر نبی یقیناً لاکھوں
جھوٹ بول کر بھی ولی اللہ ہونے کا دعویدار ہوگا۔ اور دنیا اس کو بھی ولی اللہ

مانے گی۔ حالانکہ اللہ کاذبین پر لعنت کرتا ہے۔ یہ پمفلٹ اس لئے چھپا ہے کہ پڑھنے والے کہ پڑھنے والے اپنے اعتقاد کو درست کرلیں۔ اور اس بات پر ایمان رکھیں کہ انبیا ہر قسم کی خطاؤں سے پاک تھے۔ ان سے ساری عمر میں کوئی لغزش نہیں ہوئی ہے۔ جو لوگ قرآن کے ظاہری لفظوں سے دھوکہ کھاتے ہیں ان کے خیالات فاسد ہیں۔ اور وہ لوگ غلط اور جھوٹی حدیثوں سے متاثر ہیں۔ اور جھوٹی حدیث جمع کرنے والے کی شخصیت سے اتنے مرعوب ہیں کہ خدا کے کلام کی اہمیت ان کے دماغ سے نکل چکی ہے۔ لھذا ایسی حدیثوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ جو کہ نبیوں پر کسی قسم کا اتہام لگائے یا کسی خطا کو منسوب کرے۔ شیعوں کا ابتدا سے یہی ایمان رہا ہے۔ اور یہ شیعیت کا سب سے بڑا اصول ہے۔ شیعہ ہمیشہ سے اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ جو بھی ہادی دین ہوگا۔ نبی ہو یا وصی نبی ہو یا خلیفہ ہو وہ ہمیشہ خدا کی طرف سے ہوگا۔ اور معصوم ہوگا۔ غیر معصوم کو ہم کبھی نبی نہ مانیں گے۔ اور نہ جانشین نبی مانیں گے۔ اس لئے کہ ہادی ہمیشہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ کیونکہ ہدایت خدا کا کام ہے۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا تھا فاما یاتینکم من ھدی فمن تبع ھدی فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۰ پس جب مری طرف سے کوئی ہادی یا ہدایت پہونچے تو جو میری ہدایت یا ہادی کی اتباع کرے گا۔ پس اس متبع کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا۔ اور نہ غم ہوگا۔ یہ وہ اعلان ہے جس میں کبھی تبدیلی نہ ہوگی۔ آدم اور اولاد آدم میں یہی اعلان باقی ہے۔ اس لئے ہم اس کو قابل اتباع سمجھتے ہیں۔ جو کہ خدا کے مقرر کردہ ہادی ہوں۔ اور معصوم ہوں جس کی اتباع میں غلطی کا شائبہ

نہ ہو۔ اور قابلِ اعتماد ہو۔ تاکہ ہر قسم کے خوف و حزن سے ہی محفوظ رہے وہ
ہادی جب بھی ہوگا عطارِ ربانی سے ہوگا جیسا کہ آدم سے ابتدا ہوئی ہے
اسی وجہ سے جبکہ نبوت ختم ہوئی تو رسول اللہ نے اپنے بعد کچھ نفوس ایسے
چھوڑے جو کہ خدا کے مقرر کردہ وہبی علوم سے پُر تھے۔ اسی وہبی علوم کو
علم لدنی کہتے ہیں۔ علم لدنی خداوند نبیوں کو دیتا رہا جیسا کہ فرماتا ہے
وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ ہم نے آدم کو اسمار کی تعلیم دی۔ وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا
عِلْمًا ہم نے حضرتؑ کو علم لدنی یعنی اپنے پاس سے علم خاص عنایت کیا۔
وَآتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ہم نے سب ان کو علم و حکمت دی۔ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ
صَبِيًّا۔ ہم نے یحییٰؑ کو بچپن میں علم و حکمت دی۔ آدمؑ کہتے رہے ربِّ زِدْنِي عِلْمًا
اے اللہ میرے علم کو زیادہ کر۔ تو اللہ جس کو علم خاص عنایت کرے وہ علم
علم وہبی ہوتا ہے جس کے ہوتے ہوئے آدمی غلطی سے پاک ہوتا ہے وہ
پاک نفوس ہیں جن کی طرف اس آیت کا اشارہ ہے۔ بَلْ هُوَ آيَاتٌ
بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ
یعنی وہ قرآنی آیات ان لوگوں کے سینوں میں ہیں جن کو ہم نے علم دیا ہے
نہیں انکار کرے گا کوئی مگر ظالمین ہیں انکار کریں گے۔ اس آیت سے
ظاہر ہے کہ رسول اللہ کے علاوہ بھی کچھ نفوس ایسے ہیں جن کو اللہ نے علم
وہبی دے رکھا ہے۔ اور وہ لوگ بھی پاک ہیں۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا
تھا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت لیطھرکم
تطھیرا۔ اللہ نے ارادہ کرلیا ہے کہ تم سے اے رسول اور تمہاری اہل بیت

ہے جس کو یعنی ناپاکی کو اور جہل سے دُور رکھے۔ اور پاک کرکے رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔ اس مخصوص طہارت جو کہ وہبی اور عطائے ربانی کی طہارت ہے۔ اس میں وہی لوگ داخل ہو سکتے ہیں جن کے متعلق رسول اللہؐ نے اعلان فرمایا ہے۔ اور وہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جیسا کہ متفقہ طور پر تمام مسلمانوں کی شریعتوں سے ظاہر ہے جس نے دیکھنا ہو ازالۃ الخفا مؤلفہ و مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی دیکھ لیں جنہوں نے اس حدیث کو متواترات سے مانا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ یہ آیت جب نازل ہوئی تو رسول اللہؐ نے علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کو بلوایا کہ یہ میری اہل بیت ہیں۔ اس میں اور کسی کو داخل نہیں فرمایا۔ اور اس حدیث کو محدثین سعد و ام سلمہ و واثلہ۔ عبد اللہ بن جعفر۔ انس بن مالک سے روایت کئے ہیں۔ اور اس کے علاوہ اور کئی طرح سے روایت کی گئی ہے۔ لہذا جبکہ یہ روایت متواترات سے ہے تو ماننا پڑے گا کہ یہ طہارت خاص ہے جو کہ اہل بیت رسول اللہؐ کو عطا ہوئی ہے۔ جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ لہذا اہل بیت علم خاص کے حامل تھے۔ اس لئے کہ طہارت نفس کمل اس وقت ہو گی جب کہ جہل دُور ہو۔ کیونکہ جہل سب سے بڑی نجاست ہے۔ ظاہر ہے کہ اہل بیتؑ ہر قسم کی جہالت سے پاک تھے۔ کیونکہ اللہ نے ان کو پاک فرمایا ہے۔ اب جبکہ اہل بیتؑ قدرتی طہارت سے پاک تھے اس لئے تمام امتی محمدیؐ سے اعلیٰ و اولیٰ تھے۔ تمام اُمتِ محمدؐ کو چاہیئے کہ بعد رسول اہل بیت کی اتباع کریں۔ تاکہ راست اتباع رسول ہو۔ اور غلطیوں سے

محفوظ رہیں۔ اسی لئے سرکار دو عالمؐ نے فرمایا تھا ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی لن تضلوا بعدی میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ ایک کتاب اللہ دوسرے میری عترت اہل بیت۔ اگر تم لوگ اے میرے اصحاب میرے بعد ان دونوں کی اتباع کرو گے۔ تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ظاہر ہے کہ ترکت فیکم لفظ کم سے اصحاب رسول ہی مخاطب تھے۔ کیونکہ ان دونوں کی اتباع کا حکم صرف اپنے مسلمانوں کو دے گئے تھے۔ تاکہ مشرکین کو اب حضور اکرمؐ کو یہ معلوم تھا کہ میرے بعد میرے اصحاب کی گمرہی کا خطرہ ہے۔ اس لئے تاکید فرمائی کہ دیکھو خالی قرآن تم نہیں سمجھ سکتے ہو۔ جب تک قرآن کے ساتھ صاحبان علم لدنی جو کہ میری اہل بیت ہیں۔ ان کی بھی اتباع نہ کرو۔ یہی وجہ ہے کہ آج خالی قرآن کو لینے والے انبیاء علیہم السلام کو اپنے مفروضہ اماموں سے بھی گھٹیا درجہ کا انسان سمجھتے ہیں۔ اور قرآن کو درست نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان کے ذہن غلط تخیل سے پُر ہو چکے ہیں۔ اور ہم شیعہ ابتدا سے چونکہ آئمہ اہل بیتؑ کو قرآن کے ساتھ ہادی سمجھتے ہیں۔ اس لئے اس ثقلین پر شروع سے ایمان رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے ہمیشہ ایمان رہا ہے کہ کل انبیا معصوم ہیں۔ اور ہر قسم کی خطاؤں سے پاک ہیں۔ اور یہی تعلیم اہل بیتؑ نبوت ہے۔ ابتدا سے تمام علماء شیعہ کا یہی اعتقاد ہے۔